سیرتِ رسولؐ کا مطالعہ اور اس پر عمل کی تلقین

نیز لجنہ ہال کے لئے مالی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍جنوری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ چند روز سے سارے یورپ میں سردی کی شدید لہر دوڑ رہی ہے جس کی وجہ سے بہت سے کاروبار بند ہیں۔ بچوں کو بھی معمولی سردی اور برف باری کی وجہ سے Sunday اتوار یعنی پیر تک رخصتیں دے دی گئی ہیں۔ چونکہ جماعت کا ایک حصہ باہر نماز پڑھا کرتا تھا اور ان کے لئے اب مارکی کا انتظام کیا گیا ہے مگر بہرحال مارکی میں بھی اس وقت سردی کی شدت ہوگی بہرحال یہاں کی نسبت تو لازماً وہاں تکلیف دہ صورت حال ہوگی اس لئے آج انشاء اللہ حتی المقدور مختصر خطبہ دیا جائے گا۔

دنیا کے الگ الگ حالات الگ الگ تقاضے ہوتے ہیں۔ ربوہ میں گرمی کی شدت کی وجہ سے بعض دفعہ خطبے چھوٹے دینے پڑتے تھے اور یہاں سردی کی شدت کی وجہ سے اور جہاں تک روحانی گرمی کا تعلق ہے اس لحاظ سے بھی موزوں ہے، برمحل بات ہے۔ ان علاقوں میں شدید روحانی سردی ہے۔ بعض جگہ تو انجماد کی کیفیت ہے بعض جگہ تو سب زیرو ٹمپریچر مستقل ہی رہتا ہے تقریباً اور ان علاقوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے روحانی جوش وخروش ہے اور ایک ولولہ ہے طبیعتوں میں۔ اگر دین کا عالم اس جوش وخروش سے سہی فائدہ اُٹھائے اور صحیح سمت میں ان دلی جذبات کو اور اس کے ساتھ جو دل کی دھڑکنیں ہیں ان کے رُخ کو پھیر دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عظیم الشان اور پاک تبدیلیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

اب پاکستان میں جو دردناک حالات ہیں، انتہائی طور پر ظالمانہ اور سفا کانہ مظالم ایک پاکستانی دوسرے پاکستانی پر کر رہا ہے، ایک گروہ دوسرے گروہ پر کر رہا ہے اور اتنی خوفناک حالت ہے ایسی بہیمانہ مظالم ہیں کہ ان کے تصور سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت ناممکن ہے کہ ایک مسلمان کی ہو سکے اگر اس کے دل میں اسلام کی تعلیم کا کوئی بھی اثر ہو اور علماء دیکھ رہے ہیں، جان رہے ہیں کہ اسلام کی Negation، اس کی نفی ہے ان حرکات میں لیکن ان کو اس سے کوئی اثر نہیں، کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنیادی طور پر جو مذہب کے ساتھ لگاؤ ہے جو جذبہ ہے جو خون کو گرم رکھتا ہے وہ موجود ہے۔ چنانچہ انہیں لوگوں کو اگر علماء چاہیں مزید ہلاکت خیزیوں کی طرف منتقل کرنے کی، خدا کے نام پر خدا کے بندوں پر ظلم کرنے کی تلقین کریں تو گرمی خون کی اتنی ہے کہ وہ فوراً خدا کے نام پر خدا کے بندوں کے خون پر بھی آمادہ ہو جائیں گے۔ ان کاموں کے لئے تو علماء ہمہ وقت تیار رہتے ہیں لیکن جو نیکی کے کام ہیں جو مقاصد ہیں مذاہب کے اور سارے مذاہب کے یہی مقاصد ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شدت کے ساتھ اور غیر معمولی وسعت کے ساتھ نیکی کی تعلیم قرآن کریم نے عطا فرمائی اور آنحضرت ﷺ نے سب انبیاء سے زیادہ نیکی کے ہر میدان میں آگے بڑھ کر ایسا نمونہ قائم فرما دیا کہ اب کسی کے لئے یہ کہنا بھی باقی نہیں رہا کہ انسان ہیں ہم، ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ اتنا آگے بڑھ سکیں۔

بشر کا اعلان دراصل اسی وجہ سے کیا گیا ہے قرآن کریم میں۔ بعض بے وقوف سمجھتے ہیں کہ مقام کو گھٹانے کے لئے کیا گیا ہے۔ مقام کو بڑھانے کے لئے بشر کا اعلان ہے۔ یہی بات نہ سمجھنے کے نتیجے میں دیوبندی اور وہابی لوگ آنحضرت ﷺ کی گستاخی تک پہنچ گئے۔ اور ایسے ایسے خوفناک جملے کسیں ہیں بشریت پر اور ایسی ایسی ذلیل مثالیں دی ہیں کہ ان کو سن کر رسول اکرم ﷺ کی محبت کی غیرت سے خون کھولنے لگتا ہے لیکن ہمیں صبر کی تعلیم ہے۔ جن کو نہیں ہے ان سے پھر ایسی حرکتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے لازماً جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر حماقت ہے بہت بڑی کہ آنحضرت ﷺ کی بشریت کے ذکر کا مفہوم نہیں سمجھ سکے۔ بشر اس لئے فرمایا جا رہا تھا کہ اتنا عظیم الشان ہونے کے باوجود بشر ہے تمہیں خوشخبری ہو اس بات کی کہ تم میں خدا تعالیٰ نے کتنی صلاحیتیں رکھی ہیں اور کوئی کام بھی انسان کے لئے ناممکن نہیں ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ نے بشر ہوتے ہوئے ممکن کر کے دکھا دیا۔ یہ خوشخبریوں کا دروازہ کھولا جا رہا تھا اُسے فتنوں اور جھگڑوں کا دروازہ سمجھ کر اس میں قتل و غارت کے لئے داخل ہو رہے ہیں، نفرتیں پھیلانے کے

لئے داخل ہو رہے ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی عظمت کا دروازہ کھولا جا رہا تھا اُسے آنحضرت ﷺ کے اندر **نعوذ باللہ من ذالک** بشری نقائص اور آپ کے روحانی مدارج کی حدیں قائم کی جارہی ہیں اس کو دکھا کر کہ دراصل آپ کی حدود کی تعیین مقرر تھی کہ آپکی اتنی معمولی حدود ہیں کہ **نعوذ باللہ** بعض صورتوں میں جانور بھی بڑھ جاتا ہے۔ فقرے ایسے ظالمانہ ہیں، ایسے خطرناک ہیں کہ انہیں کوئی آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والا شدید تکلیف کے بغیر دُہرا نہیں سکتا۔ اگر دُہرانا پڑے تو انتہائی تکلیف ہوتی ہے جن کو کہہ دیا جاتا ہے کہ نقل کفر، کفر نا باشد، کفر کی نقل کرنا یعنی اُسے دُہرانا ایک خاص مقصد کے لئے، بتانے کے لئے کفر نہیں ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ پر نہایت بھیانک الزامات کو دُہرایا ہے۔ مفتری کہا گیا قرآن کریم نے بتایا کہ ہاں مفتری کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کفر بکنے والا جو ہے وہ ذمہ دار ہے اگر کسی مقصد کی خاطر اُسے دہرایا جائے اور اس کی طرف منسوب کر کے دہرایا جائے تو وہ گناہ نہیں ہے، غلط نہیں ہے مگر محبت کے جذبات کا الگ قانون ہے اور دہراتے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ جب بھی قرآن کریم کی ان آیات سے آپ گزریں گے اگر آنحضرت ﷺ سے آپ کو پیار ہوگا ہر دفعہ اس طرح گزریں گے جس طرح چمن میں چلتے چلتے کوئی کانٹا چُبھ جاتا ہے اور اس آیت پہ سے گزرتے ہوئے دل کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

یہاں یہ جو تکلیف ہے بشر کے معاملے میں دو گروہوں کے مباحث کی یہ ہر خدا اور رسول سے محبت کرنے والے کے دل کو ضرور پہنچتی ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے بشر کی حیثیت سے اتنا عظیم الشان پیغام دیا ہے بنی نوع انسان کو کہ کبھی کسی نبی نے اس شان کا پیغام نہیں دیا۔ **بشریت کے ہر میدان میں میں نے قدم بڑھایا اور بشریت کے ہر میدان کو نور کا میدان بنا دیا کوئی فرق نہیں رہنے دیا۔ اس لئے تم بھی اگر میری پیروی کرو، میرے پیچھے چلو تو تمہاری بشریت مسلسل نور میں تبدیل ہوتی چلی جائے گی** اور ایک مقام ایسا پہنچے گا، جس طرح خدا نے میرے متعلق کہا مَثَلُ نُوْرِهٖ (النور:۳۶) اس طرح تمہارے متعلق بھی اللہ تعالیٰ یہی فرمائے گا اور میرے تابع وہ مثالیں تمہارے اوپر بھی صادق آنے لگیں گی۔ اسی لئے قرآن کریم کی اسی آیت نے آخر تک پہنچتے پہنچتے یہ بیان فرما دیا کہ یہ نور جو محمد مصطفیٰ ﷺ سے شروع ہوا تھا وہ مومنوں کے سینوں میں گھر گھر میں

جلنے لگا، گھر گھر میں اس نور کی شمعیں روشن ہوگئیں۔

آپ کو میرا پیغام یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عظمت کو قرآن کریم سے سمجھیں اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو اس طرح سمجھیں کہ وہ عظمتیں آپ کو پیغام دے رہی ہیں، آپ کو بلا رہی ہیں۔ اس طرح نہ سمجھیں جیسے بعض عظمتیں روک رہی ہوتی ہیں آگے بڑھنے سے۔ بعض دفعہ ہمالہ کی چوٹی کی طرف نگاہ کریں تو ایسی ایسی خوفناک صورتیں حائل ہوتی ہیں، کہیں چٹانیں ہیں بھیانک، کہیں برف کی سلیں ہیں، کہیں غیر معمولی خوفناک کھڈے ہیں۔ یہ وہ منظر جس نے قریب سے دیکھا ہو اور مجھے کئی دفعہ موقع ملا پہاڑوں پر جانے کا شوق تھا پیدل پھرنے کا بھی شوق تھا کہ بعض چوٹیوں کو قریب سے جا کر ان کے دامن کے پاس سے جا کر دیکھا ہے۔ بہت ہی پُرعظمت نظارہ ہوتا ہے لیکن پُرہیبت بھی۔ وہ آنے کی دعوت ایک رنگ میں تو دیتی ہیں وہ چوٹیاں کہ ہر انسان میں ترقی کی بلندی کی خواہش ہے لیکن ان کا رستہ اتنا بھیانک ہوتا ہے کہ انسان کو مایوس کر دیتا ہے، ناممکن بنا دیتا ہے اس خواہش کو کہ میں بھی چڑھوں اور اس چوٹی کے اوپر پہنچوں۔ تو عظمتوں کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ بعض عظمتیں اپنے ساتھ خوف کا پہلو رکھتی ہیں، ڈراتی ہیں، آگے قدم بڑھانے سے روکتی ہیں۔ بعض عظمتیں اس کے برعکس ہمیشہ پیچھے چلے آنے کا اشارہ کرتی ہیں اور سو سو طرح سے اشارے کرتی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنّت کا ہر پہلو پیار اور عشق کے ساتھ آپ کو اپنی طرف بُلا رہا ہے، اشارے کر رہا ہے، آپ کے لئے رستے آسان کر رہا ہے۔ فرماتا ہے میرے پیچھے چلو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تمہارے لئے رستے آسان کر دوں۔ اس شان کی عظمت جس کے ساتھ عشق اور محبت اس طرح گوندھے جائیں، عظمت اور عشق اور محبت ایک ہی چیز کے نام بن جائیں۔ اس حیثیت سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور آپؐ کے پیچھے چلنے کے لئے ہر میدان میں کوشش کریں۔

یہ سال ہمارے لئے بہت ہی اہمیت کا سال ہے۔ گزشتہ سال بھی اہمیت کا سال تھا اور سال کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جماعت کے اتنے کام بنائے ہیں اتنے نئے رستے ترقی کے کھولے ہیں کہ جب وقت آئے گا میں آپ کو ان کی باتیں سناؤں گا کچھ بتا بھی دی ہیں کچھ باقی رہتی ہیں۔ اس وقت آپ کا دل خدا تعالیٰ کی حمد میں سجدہ ریز ہو جائے گا۔ ویسے تو مومن کا دل ہمیشہ ہی سجدہ ریز

رہنا چاہئے، رکوع وسجود کی حالت رہنی چاہئے مگر بعض اوقات غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور بے ساختہ انسان سارے وجود کے ساتھ سجدے میں گر جاتا ہے۔ایسی برکتیں لے کر آیا تھا گزشتہ سال اور اتنی برکتیں چھوڑ گیا ہمارے لئے پیچھے کہ ان کا ذکر بہت وسیع ہے فی الوقت اس مضمون کو تو میں نہیں چھیڑنا چاہتا، مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کے آنحضرت ﷺ کی عظمتوں کی پیروی کریں، وہ ایک لامتناہی سفر ہے۔آپ کا اگلا سال اس سے بلند تر چوٹیوں کی طرف لے جائے گا۔آپ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ وہ سفر ختم ہو گیا اور برکتوں کے انتہا تک آپ پہنچ گئے۔اتنی بلندیوں تک پہنچیں گے کہ پچھلا سال اس کے مقابل پر پستی دکھائی دے گا۔گہری کھڈ جس طرح دکھائی دیتی ہے اوپر چڑھ کے، یوں معلوم ہوگا کہ ہم نے تو ترقی کی نہیں تھی اور آنحضرت ﷺ کی پیروی اگر آپ اگلے سال اس سے بھی زیادہ شدت اور پیار سے کریں گے تو اس سال جو کچھ بھی آپ نے پایا ہوگا وہ آئندہ سال کے حصول کے مقابل پر بالکل ہیچ اور بے معنی دکھائی دینے لگے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی حسین اور دلربا اور حقیقی واقعاتی سنّت پر ہر پہلو سے پہلے سے بڑھ کر عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک پہلو ایسا ہے مختصراً اس کا بیان بھی ضروری ہے کیونکہ لجنہ اماء اللہ کی صدر محترمہ کی طرف سے بار بار مجھے اس بارے میں یاددہانی ہو رہی ہے۔صدر لجنہ اماء اللہ نے کچھ سال پہلے لجنہ کے دفاتر کی تعمیر نو کے لئے اجازت لی تھی اور ایک وسیع ہال بنانے کی اجازت لی تھی۔پرانی عمارت اتنی بوسیدہ ہو چکی تھی کہ وہ جگہ جگہ سے، بعض دفعہ چھت سے بھی اینٹیں ٹوٹ کے گرتی تھیں اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں جب ہم وہاں بعض مہمان خواتین کو ٹھہرایا کرتے تھے تو قناتیں لگا کر ساری جگہ تو پھر بھی چھوڑی نہیں جاسکتی تھی کیونکہ مہمانوں کا رش بہت ہوا کرتا تھا۔بعض دفعہ قناتیں لگا کر بعض خطرناک حصوں کو الگ کر دیا جاتا تھا کہ وہاں بچہ یا کوئی عورت وہاں نہ پہنچے اور اس طرح گزارہ چلتا رہا۔بالآخر انجینئرز نے مشورہ دیا کہ یہ عمارت اتنی بوسیدہ ہو چکی ہے کہ اب ہرگز لائق نہیں کہ اسے مزید آگے چلایا جائے۔

چنانچہ دو حصوں میں ان کی عمارت کی تعمیر نو کا پروگرام بنا، ایک دفتر اور ایک ہال۔دفتر تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گیا ہے اور اس پر جو دس لاکھ کی رقم خرچ آئی ہے اس میں سے دس لاکھ ان کو میں نے قرضہ دلوا دیا تھا، چار لاکھ لجنہ اپنی روزمرہ کی بچت میں سے پورا کر چکی ہے واپس دے چکی ہے۔چھ لاکھ کا یہ قرض لجنہ پر ہے۔اس کے علاوہ ہال کے لئے ان کو بیس لاکھ چاہئے۔اگر یہ بیس لاکھ

قرض انکو دیا جائے تو چھبیس لاکھ کی رقم ہے جو انہوں نے دو سال میں واپس کرنی ہے کیونکہ اگر چہ ان کی طرف سے تو یہی مطالبہ ہے کہ ہمیں صد سالہ جوبلی سے پانچ سال کا قرض دے دیا جائے۔ صد سالہ جوبلی تو آنے میں اب دو سال رہ گئے ہیں باقی اس میں سے پانچ سال کا قرض دینے کا مطلب ہی کوئی نہیں اور یہ ہال بھی صد سالہ جوبلی سے پہلے مکمل ہونا ضروری ہے بہر حال۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ دو سال کے لئے ان کو قرض دیا جائے اور ان کی طرف سے عالمی لجنات کو تحریک کی جائے کہ حسبِ توفیق جتنا بھی وہ بوجھ اُٹھا سکتی ہیں وہ اس چندے میں حصہ لیں۔

گزشتہ دو سال میں جماعت میں بار بار ایسی تحریکات کی گئیں کہ اس کے نتیجے میں غیر معمولی مالی قربانی دی ہے جماعت نے۔ اتنی غیر معمولی ہے کہ یہ دو تین سال بہت ہی ممتاز دکھائی دیتے ہیں مالی قربانی کے لحاظ سے۔ مجھے یقین ہے کہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ جماعت کی جیبیں بھی بھرتا چلا جاتا ہے، استطاعت بھی بڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن جہاں تک ظاہری فوری طور پر جائزے کا تعلق ہے جو حالات ان پر گزر رہے ہیں ان پر جو میں نے سرسری نگاہ ڈالی ہے میرا خیال ہے کہ خواتین پر اس وقت اتنا بڑا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ پچھلی تحریکات میں مالی قربانی میں عورتوں نے خصوصیت کے ساتھ اتنا بھرپور حصہ لیا ہے کہ فوری طور پر ان قربانیوں کے معاً بعد اتنی بڑی تحریک کر دینا کہ خواتین خود اپنی طاقت سے یہ بوجھ اٹھائیں، یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ایک یہ وجہ ہے جس کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ مرد بھی ان کے ہال میں چندے دے کر اس نیکی میں، اس قربانی میں شامل ہوں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ خواتین تو ہر تحریک میں حصہ لیتی ہیں خواہ مردوں کی ہو خواہ عورتوں کی ہو اور صرف خدام الاحمدیہ کی ایسی تحریک ہے جس میں وہ حصہ نہیں لیتیں لیکن دنیا یہ کہتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ان کے متعلق اچھی تعلیم نہیں دی۔ اس لئے ہمیں خاص طور پر یہ بھی دکھانا چاہئے کہ عورتوں سے نہ صرف یہ کہ ہم برابری کا سلوک کرتے ہیں یا اسلام برابری کے حقوق دیتا ہے بلکہ ہم ان کے خاص جذبات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے جو ان کو بعض پہلوؤں سے بعض لطافتیں عطا کیں ہیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے آگے بڑھ کر ان کی خدمت میں ان جگہوں میں بھی ہم مدد کے خواہاں ہیں جو خالصۃً ان کے اپنے دائرے سے تعلق رکھنے والے اُمور ہیں یعنی لجنہ اماء اللہ۔ یہ وہ دائرہ ہے جس کا لجنہ سے ہی تعلق ہے اور مردوں کے اس قسم کے دائروں سے لجنہ کا تعلق نہیں لجنہ کا ان

سے تعلق نہیں۔ اگر ہم یہ مثال قائم کریں اس دفعہ کہ لجنہ اماء اللہ کی تعمیر میں مرد بھی حصہ لیں تو ایک اچھا خوبصورت منظر ہوگا کہ مرد اپنی مستورات کا اس حد تک خیال رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ میں نے سوچا کہ چونکہ مردوں پر بھی بہت بوجھ ہیں اس لئے اس موقع پر انجمنیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیں اور ذیلی تنظیمیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیں اس لئے تعیین تو میں نہیں کرتا لیکن اگر صدر انجمن احمدیہ اپنے حالات کا جائزہ لے کر کوئی تحفہ لجنہ کو پیش کرے اور تحریک جدید انجمن بھی کوئی تحفہ پیش کرے اور وقف جدید انجمن بھی کوئی تحفہ پیش کرے اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی حسبِ توفیق، تو مجھے امید ہے انشاء اللہ ہماری بہنوں کا بوجھ بہت حد تک ہلکا ہو جائے گا اور یہ بوجھ ہلکا کرنے سے خواتین کی عظمت کا احساس بھی جماعت میں پیدا ہوگا اور بالعموم جو مرد اور عورت کی ویسے دوری ہے مقابلے کی اس میں کمی آئے گی، ایک دوسرے پر اعتماد بڑھے گا اور ایک اچھی مثال قائم ہوگی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے طور پر تحریک کریں لیکن طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالیں۔

خواتین کے معاملے میں میں بہت احتیاط اس لئے کر رہا ہوں کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ جب ان کو مخاطب کر کے کسی قربانی کی طرف بلایا جائے تو بالعموم وہ اپنی جان پر ظلم پر بھی آمادہ ہو جاتی ہیں لیکن آواز پر لبیک ضرور کہتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی خاتون میں اتنا قربانی کا مادہ ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر طاقت سے بڑھ کر تحریک کروں گا تو وہ اپنی جان توڑ دیں گی لیکن اس تحریک میں ضرور حصہ لیں گی یہ وجہ تھی جو میں یہ ساری باتیں سوچنے لگا اور میں نے احتیاطیں کیں اور یہی وجہ تھی کہ اب تک میں ٹالتا بھی رہا مجھے پتا تھا کہ اور بہت سے بوجھ ہیں اس لئے اب اس وقت ان کے اوپر خصوصی تحریک کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ انہیں شرائط کے ساتھ میرا دل رضامند ہو گیا ہے کہ میں اس تحریک کو عام کروں کہ جس حد تک توفیق ہے عالمی لجنہ اس چندے میں حصے لے اور غیر معمولی طور پر اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالے باقی جتنی رقم ہوگی انشاء اللہ وہ کچھ مرد طوعی طور پر پورا کریں اور کچھ انجمنیں پورا کر دیں اور دو سال کے اندر اندر یہ قرضہ جوبلی کو بہرحال واپس ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری بہنوں کی جو ضرورت ہے دیرینہ وہ جلد پوری ہو۔ اگرچہ اس ہال کا نقشہ اس وقت تو یہ سمجھ کر بنایا گیا تھا کہ کافی بڑا ہے لیکن جس تیزی سے جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے پیش نظر یہ ہال بھی زیادہ دیر تک بڑا دکھائی دینے والا نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے تکمیل تک ہی چھوٹا ہو چکا ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

فضل کرے گا تو ایسی تحریکیں بعد میں آتی رہیں گی لیکن حالات میں بھی خدا فراخی بخشتا رہے گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

آج چھ احمدی خواتین اور مردوں کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ پہلے مکرم الحاج عبدالعزیز صاحب ابیولہ کے متعلق نائجیریا سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ یہ بہت ہی مخلص فدائی احمدی تھے جو جماعت احمدیہ نائجیریا کے نیشنل پریزیڈنٹ تھے۔ بہت بزرگ، نیک مزاج، سعید فطرت، احمدیہ نظام کو سمجھنے والے اور اطاعت میں صف اوّل میں۔ بہت نیک اثر تھا ان کا بہت سے لوگوں پر۔ کئی دفعہ بعض فتنے اُٹھانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے ان کے نیک اثر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کوششیں ناکام رہیں۔ ان کا وصال سارے نائجیریا کی جماعت کے لیے بڑا ہی اندوہناک واقعہ ہے اور اس پہ ہم ساری جماعت ان سے تعزیت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک سے ایک بڑھ کر سعید فطرت رہنما ان کو عطا کرتا چلا جائے۔ جو اسلام کے ہر رنگ میں فدائی اور شیدائی ہوں۔

دوسرا جنازہ ہے مکرم فیض رسول صاحب کا۔ ان کو انگلستان کی جماعت جانتی ہے۔ یہ مغربی بنگال کے رہنے والے تھے اور بڑی عمر میں چند سال پہلے انگلستان میں انہوں نے بیعت کی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کا بیعت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ لائبریری میں کتب تلاش کرتے ہوئے ان کو ’’تذکرہ‘‘ نظر آیا یعنی انگریزی کا Version اور تذکرہ پڑھتے پڑھتے ہی ان کے دل کے سارے تالے کھل گئے اور انہوں نے سوچا یہ تو لازماً سچا ہے۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک اور یہ الہامات ہیں۔ اور تذکرہ پڑھتے ہی احمدی ہونے کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے لیسٹر کے علماء کو اور بعض دیگر علماء کو خطوط لکھے کہ میں احمدی ہونے پر آمادہ ہو گیا ہوں لیکن تمہیں موقع دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے احمدیت کے خلاف جتنے بھیانک اور گندے اور خوفناک اعتراضات ہیں وہ سارے مجھے بھجوا دو تا کہ میں ان کا مطالعہ کروں۔ چنانچہ انہوں نے ان کا مطالعہ کیا اور انہوں نے کہا کہ اس میں تو کچھ (ربوہ وقف جدید میں تھا ان دنوں مطالعہ کے لئے اور میں بہت متاثر ہوا بڑی اچھی کتاب تھی)۔ کچھ بھی نہیں صرف لچر اور لغو باتیں ہیں اور کہاں ’’تذکرہ‘‘ کا جو اثر تھا میرے دل پر اور کہاں وہ گندے اعتراضات اور لغو اور بے معنی باتیں۔ میں نے ان کے لکھ دیا کہ کوئی اثر بھی مجھ پر تمہارے اعتراضات کا نہیں ہے۔ اگر تم مناظرہ مجھ سے کرنا چاہتے ہو (انہوں نے بتایا تھا یہ واقعہ مجھے) تو مناظرہ آکر لو اور چیلنج دیا، مختلف جگہ لکھا اور زبانی بھی دیا لیکن کوئی ان کے مقابلے پہ آیا نہیں۔ پھر انہوں

نے ایک بہت اچھی کتاب Common sense about Ahmadiyyat لکھی اور جب یہ کتاب لکھی تو مجھے بھی وہاں بجھوائی۔

بہر حال یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ کو ایک اور دلچسپ واقعہ سناتا ہوں ان کے متعلق۔ اس کتاب کے ملنے سے ایک سال پہلے کی غالباً بات ہے کہ مجھے کسی احمدی دوست نے لائبریری سے کتابیں دیکھتے دیکھتے ایک کتاب بھجوائی جو کسی بنگالی نوجوان نے لکھی تھی۔ کلکتہ سے لے کر انگلستان تک کے سفر کے واقعات تھے اور وہ بچہ وہ تھا جو بھاگا ہوا، ماں باپ سے، سکول سے، سوسائٹی سے۔ آوارہ مزاج ہو کے تلاش میں کہ کہاں میں جاؤں؟ کہاں میں جا کے ٹکوں؟ اس مزاج کا بچہ نکلا اور اپنے سارے سفر کے واقعات لکھتا رہا۔ دلّی بھی آیا۔ دلّی کے واقعات اس نے جو لکھے اس میں یہ لکھا ان دنوں میں دلّی میں جماعت احمدیہ کے کچھ لوگ رہتے تھے۔ ایک ان میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، ایک چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں مرحوم، ایک شیخ اعجاز احمد صاحب اور اس طرح بعض اوروں کا ذکر کیا اور مجھے بھی دلچسپی تھی نئی نئی چیزیں دیکھنے کی تو میں تو دنیا دیکھنے کے لئے نکلا ہوا تھا۔ تو میں نے ان سے رابطہ کیا اور انہوں نے مجھ سے بڑا حسن سلوک کیا اور کہا کہ ہمارا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے قادیان تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ وہ لڑکا لکھتا ہے، Author اس کا، مصنف کتاب کا کہ میں چلا گیا اور یہ یہ کچھ دیکھا وہاں۔ بعد میں ان کے خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ جو میرے ساتھی تھے وہ کچھ کچھ نذرانہ پیش کر رہے تھے جنہیں وہ ایک طرف پھینک رہے تھے اور جب مجھ سے مصافحہ کیا تو میرے ہاتھ میں نذرانہ کوئی نہ تھا، تو چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ دبایا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم بھی کچھ نذرانہ پیش کرو اور اس کے بعد بات ختم ہوگئی۔ وہ جب کتاب میں نے پڑھی تو میرے دل میں سخت اس بات کی کرید لگ گئی کہ کاش اس مصنف سے میرا رابطہ ہو جائے اور میں اس کو سمجھاؤں کہ وہ تو محبت سے احمدیت کی طرف کھینچنا چاہتے تھے تم بالکل غلط سمجھے ہو ان کا پیغام، ان کو تمہارے نذرانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی۔ بس دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی۔ انگلستان جب میں اب آیا تو یہ فیض رسول صاحب مجھے ملنے آئے اور اپنا تعارف شروع کروایا میں کون ہوں، کس طرح احمدی ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک کتاب لکھی تھی ایک نوجوان بنگالی نے۔ آپ جانتے ہیں وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا وہ میں ہی ہوں۔ اس میں جو دلچسپ واقعہ ہے ایمان افروز خاص پہلو، وہ یہ ہے کہ انہوں نے وفات سے پہلے اپنا سب کچھ جماعت کو دے دیا ہے۔ **وہ بچہ جس نے خلیفہ وقت پہ بدظنی کی تھی اور ایک روپیہ دینے کا**

ذکر کر کے کہ میں نے نہیں دیا، اپنی چالاکی کا اظہار کر رہا تھا کہ میں نے روک لیا۔ خدا نے اِس حالت میں اس کو وفات دی کہ اپنا سب کچھ جماعت کو دے کے مرا ہے، ایک پیسہ بھی کسی اور کو نہیں دیا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان، ایک چھوٹا سا واقعہ گزرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی یادداشت تو کبھی مٹا نہیں کرتی اور وہ ایک فیصلہ فرما لیتا ہے خدا اس کے اوپر اور اُسے پورا کرتا ہے۔ اور مجھے جو بیچ میں داخل کیا گیا، ایک خلیفہ کو بیچ میں گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ دیکھو یاد رکھنا میں اس طرح سلوک کیا کرتا ہوں۔ وہ کتاب کا ملنا بھی اتفاقی تھا بظاہر اور پھر ان سے یہاں ملاقات ہو کر یہ ذکر چھیڑنا بھی بظاہر اتفاقی تھا مگر جو خدا تعالیٰ سے تعلق کے مضامین کو جانتے ہیں ان کو پتا ہے کہ یہ اتفاقات نہیں ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیریں چلتی ہیں حیرت انگیز طور پر یہ تقدیر جاری ہوتی ہے اور ہمارے ایمان کو ایک نیا ولولہ ایک نیا جوش دے کر خدا کے اور بھی قریب کر جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے ان سے گہرا ذاتی تعلق بھی پیدا ہوا۔ ان کا علاج بھی میں کرتا رہا ہوں ہومیو پیتھک اس سے خدا کے فضل سے فائدہ بھی پہنچا تھا ان کو مگر بہر حال کلکتہ میں سفر کے دوران ان کی وفات ہوئی ہے۔

سیّد بشیر احمد صاحب پٹنہ کے ہیں۔ صوبائی تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ ان کے والد سیّد عبدالجبار صاحب کا وصال ہو گیا ہے اس لئے ان کی طرف سے درخواست ہے نماز جنازہ غائب کی۔

محمود احمد صاحب چیمہ مبلغ سلسلہ انڈونیشیا کی والدہ محترمہ بھی وفات پا گئیں ہیں۔ وہ چونکہ جہاد کی حالت میں تھے اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان کی والدہ حق دار ہیں، ان کیلئے دعا کی جائے۔

ایک ہمارے مخلص احمدی دوست ہیں مکرم عبدالحمید صاحب قادیان کے ماسٹر چراغ دین صاحب مرحوم کے بیٹے ان کی اہلیہ کی وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ اسی طرح شاہد کلیم احمد صاحب دارالنصر غربی سے لکھتے ہیں کہ ان کے والد ماجد صوبیدار محمد مجید احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ یہ جہلم میں فیکٹری جو تھی صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی اس میں کام کیا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے کو 1974ء میں بہت ہی غیر معمولی بہادری کے ساتھ احمدیت کے لئے مار کھانے کی توفیق ملی اور غیر معمولی طور پر ان کو زدوکوب کیا گیا یہاں تک کہ بعضوں کا خیال تھا کہ شاید بچ نہ سکیں۔ لیکن کوئی ذرا بھی شکوہ نہ ان کی زبان پر آیا نہ ان کے والد پر بلکہ غیر معمولی بشاشت تھی اس واقعہ کی وجہ سے۔ اس لئے بھی صوبیدار صاحب خاص طور پر دعاؤں کے مستحق ہیں۔